



شیخ عبد السلام الرستمی رحمہ اللہ کا منہج استدلال و استنباط: کتاب "غیث السحابہ علی امة الإجابة" کی روشنی میں ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Shaykh ‘Abd al-Salām al-Rustamī’s Methodology of Istidlāl and Juristic Deduction: A Research and Analytical Study in the Light of Ghayth al-Saḥābah ‘alā Ummat al-Ijābah

Muhammad Naeem ¹

Dr. Muhammad Ismail ²

Abstract:

This study examines the methodology of reasoning and deduction employed by Shaykh ‘Abd al-Salām al-Rustamī in his work Ghayth al-Saḥābah ‘alā Ummat al-Ijābah. The research focuses on the sources, structure, and analytical patterns of his arguments concerning the status, virtues, authority, and defense of the Companions of the Prophet ﷺ. Using descriptive, inductive, and analytical methods, the study investigates his use of the Qur’an, Prophetic Hadith, reports and opinions of the Companions and Successors, and the views of classical and later Muslim scholars. The analysis shows that al-Rustamī gives primary authority to the Qur’an and Sunnah, while using the understanding of the early generations and scholarly opinions as supporting and explanatory evidence. His method is characterized by cumulative reasoning, in which multiple textual and traditional proofs are combined to establish a comprehensive argument. The study also identifies descriptive, inductive, analytical, and critical dimensions in his approach, particularly in responding to objections related to the Companions. It concludes that al-Rustamī’s methodology is predominantly textual and tradition-based, yet also analytical and defensive, making Ghayth al-Saḥābah an important work for understanding his broader intellectual and evidentiary approach.

Keywords: Shaykh ‘Abd al-Salām al-Rustamī, Methodology of Istidlāl, Methodology of Istinbāt, Qur’anic Evidence, Prophetic Hadith, Āthār al-Ṣaḥābah, Opinions of Early Muslim Scholars, Juristic Reasoning, Sources of Islamic Law.

1- پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، قرطبہ یونیورسٹی، پشاور۔ muhammadnaeembuneri@gmail.com

2- اسٹنٹ پروفیسر، قرطبہ یونیورسٹی، پشاور۔ abuabdullah64@gmail.com

تعارف و پس منظر تحقیق Introduction and Background of the Study

اسلامی علمی روایت میں کسی عالم کے افکار اور نتائج کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے محض اس کے اختیار کردہ اقوال اور نتائج کا مطالعہ کافی نہیں ہوتا، بلکہ ان اصولوں، مصادر اور استدلالی طریقوں کا مطالعہ بھی ضروری ہوتا ہے جن کے ذریعے وہ ان نتائج تک پہنچتا ہے۔ ایک ہی نص شرعی سے اہل علم کے نتائج میں فرق پیدا ہونے کی متعدد وجوہ ہو سکتی ہیں، مثلاً دلالت نص کے فہم، مختلف نصوص کے باہمی ربط، عام و خاص، مطلق و مقید، روایت کے قبول و رد، آثارِ سلف کی علمی حیثیت اور متعارض یا متعدد دلائل میں ترجیح کے اصولوں کا اختلاف۔ اسی بنا پر کسی مصنف کے منہج استدلال و استنباط کا مطالعہ اس کی علمی فکر کے داخلی نظام کو سمجھنے میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن کریم اختلاف اور نزاع کی صورت میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کا بنیادی اصول بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ³۔

اسلامی علوم میں اسی بنیادی تصور کے تحت قرآن، سنت، آثارِ صحابہ، فہم سلف اور اہل علم کی تشریحات مختلف علمی درجات میں استدلال کا حصہ بنتی رہی ہیں۔ شیخ ابوزکریا عبدالسلام بن عبدالرؤف الرستی رحمہ اللہ معاصر پاکستان کے معروف مفسر، مدرس اور مصنف تھے۔ ان کی ولادت رمضان 1355ھ/1936ء میں مردان کے علاقے رستم سے متصل "کنڈر" میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، بعد ازاں مختلف مدارس میں تفسیر، حدیث، نحو، صرف، منطق اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اور دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک میں بھی دورہ حدیث سے استفادہ کیا۔ ان کے مشائخ میں شیخ عبدالرحمن بہودی اور شیخ غلام اللہ خان جیسے اہل علم کا ذکر ملتا ہے۔ انہوں نے تدریس قرآن و حدیث کے ساتھ متعدد عربی، اردو، پشتو اور فارسی تصانیف چھوڑیں اور 17 نومبر 2014ء، بمطابق 24 محرم 1436ھ، وفات پائی۔ جدید علمی تحقیق بھی ان کی تاریخ پیدائش، علمی سفر اور متعدد تصانیف کی تصدیق کرتی ہے۔

ان کی تصانیف میں أحسن الکلام، التبیان فی تفسیر أم القرآن، تنشیط الأذهان فی أصول القرآن، توجیہ الناظرین فی مقاصد الكتاب المبین اور زیر مطالعہ کتاب "غیث السحابة علی أمة الإجابة" نمایاں ہیں۔ یہ کتاب بنیادی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام، مراتب، فضائل، مناقب، حقوق، دفاع، ان کے بارے میں پیدا ہونے والے شبہات، اتباع صحابہ اور ان سے متعلق متعدد علمی مباحث پر مشتمل ہے۔ مصنف اس مقصد کے لیے قرآن کریم، احادیث نبویہ، آثار و فتاویٰ صحابہ، اقوال سلف اور بعد کے ائمہ و اہل علم سے استفادہ کرتے ہیں۔ اسی تنوع مصادر کی وجہ سے یہ کتاب صرف فضائل صحابہ کا مجموعہ نہیں رہتی بلکہ شیخ رستی رحمہ اللہ کے علمی طرز استدلال، ترتیب ادلہ اور منہج استنباط کو سمجھنے کے لیے موزوں بنیادی متن بن جاتی ہے۔

زیر نظر تحقیق کا مقصد کتاب میں نقل ہونے والی ہر روایت کی مستقل تخریج کرنا نہیں، بلکہ یہ معلوم کرنا ہے کہ مصنف دلیل کو منتخب کیسے کرتے ہیں، اسے استعمال کس محل میں کرتے ہیں، ایک دلیل کو دوسری دلیل سے کس طرح تقویت دیتے ہیں، نصوص و آثار کے درمیان کیا تعلق قائم کرتے ہیں، اور ان تمام مراحل سے کس نوعیت کا علمی نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔

اس تحقیق کا مقصد شیخ عبدالسلام الرستی رحمہ اللہ کے علمی و استدلالی طرز فکر کی تعیین کرتے ہوئے کتاب غیث السحابہ میں استعمال ہونے والے بنیادی اور معاون مصادر استدلال کی درجہ بندی کرنا ہے۔ اس ضمن میں قرآن کریم سے استدلال کے مختلف اسالیب، احادیث نبویہ کے انتخاب اور ان کے استدلالی استعمال، نیز آثار و اقوال صحابہ و تابعین سے استفادے کی نوعیت کا تجزیہ کیا جائے گا۔ اسی طرح ائمہ، مفسرین، محدثین اور متقدم و متأخر اہل علم کے اقوال سے مصنف کے استفادے کا جائزہ لیا جائے گا اور مختلف دلائل کے درمیان جمع، تطبیق اور ترجیح کے عملی منہج کی نشان دہی کی جائے گی۔ مزید برآں، مصنف کے منہج استنباط کی نمایاں خصوصیات، علمی ترجیحات، کتاب کے دفاعی و نقادی اسلوب اور ان سے مرتب ہونے والے علمی نتائج کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ بھی اس تحقیق کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔

Sources of Istidlāl شیخ عبدالسلام الرستی رحمہ اللہ کے مصادر استدلال

غیث السحابہ کے دستیاب منہجی خاکے سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ عبدالسلام الرستی رحمہ اللہ کے استدلال کا بنیادی ڈھانچہ متعدد مگر درجہ بند مصادر پر قائم ہے۔ قرآن کریم کو اولین حیثیت حاصل ہے، اس کے بعد احادیث نبویہ، پھر آثار و اقوال صحابہ و تابعین اور اس کے بعد ائمہ تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر متقدم و متأخر اہل علم کے اقوال آتے ہیں۔ اس ترتیب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ مصنف عموماً کسی مسئلے کو صرف ایک منفرد دلیل پر قائم نہیں کرتے بلکہ تراکم اولہ کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ پہلے قرآن کی صریح یا قریب الدلالتہ نص، پھر متعلقہ احادیث، اس کے بعد آثار یا اقوال سلف اور آخر میں اہل علم کی تشریحات پیش کر کے موقف کو متعدد علمی سطحوں سے تقویت دیتے ہیں۔ اس طرح دلیل کا وزن صرف تعداد سے نہیں بلکہ مختلف انواع مصادر کی باہمی موافقت سے پیدا کیا جاتا ہے۔

صحابہ کے تعارف، مراتب اور تراجم کے ضمن میں الطبقات الکبری لابن سعد، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب لابن عبد البر، أسد الغابۃ فی معرفة الصحابة لابن الأثیر اور الإصابة فی تمييز الصحابة لابن حجر جیسی کتب اس موضوع کی کلاسیکی علمی بنیاد مہیا کرتی ہیں۔ رستی رحمہ اللہ کا موضوع چونکہ مقام و شان صحابہ ہے، اس لیے علم تراجم، مصطلح الحدیث، تفاسیر اور کتب فضائل و مناقب ان کے معاون علمی ذخیرے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مصنف کا یہ source structure اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان کا منہج نہ صرف نصوی (textual) ہے بلکہ اثری (tradition-based) بھی ہے، یعنی قرآن و سنت کے ساتھ اولین مسلم نسلوں کے فہم اور کلاسیکی علمی روایت کو بھی استدلالی نظام کا حصہ بنایا گیا ہے۔

قرآن کریم سے استدلال کا منہج Methodology of Istidlāl from the Qur'an

شیخ عبدالسلام الرستی رحمہ اللہ کے منہج میں قرآن کریم بنیادی ترین مصدر استدلال ہے۔ ان کے قرآنی استدلال میں دو نمایاں سطہیں سامنے آتی ہیں: پہلی وہ آیات جن میں صحابہ کرام یا ان کے کسی معروف گروہ کی فضیلت، رضا، ایمان، نصرت یا قربانی کا نسب متاخر صریح ذکر ہے، دوسری وہ عمومی آیات جن کے مفہوم میں صحابہ کرام بدرجہ اولیٰ داخل ہوتے ہیں یا جن سے ان کے مقام کے بارے میں ایک عمومی اصول اخذ کیا جاتا

ہے۔ مثلاً مہاجرین و انصار کے سابقین کے بارے میں ارشاد ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ۔⁴

یہاں رضائے الہی کو صحابہ کے ایک ممتاز طبقے کے مقام و فضیلت کے لیے صریح دلیل کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ رستی رحمہ اللہ کے استدلال کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ صرف فضیلت کے اثبات پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ آیت کے آخری حصے (وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ) سے بعد کی امت اور اولین نسل کے درمیان اتباع و اقتدا کا تعلق بھی سامنے لاتے ہیں۔ بیعت رضوان کے شرکاء کے بارے میں فرمایا گیا: لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ۔⁵

اس آیت میں رستی کے طرز استدلال کے لیے صرف لفظ رضی اللہ اہم نہیں، بلکہ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ اور نزول سکینہ بھی اہم قرآن بن جاتے ہیں۔ یوں ایک ہی آیت سے ایمان، باطنی اخلاص اور الہی قبولیت کے متعدد پہلو اخذ کیے جاتے ہیں۔ بعد کے اہل ایمان کے لیے قرآن یہ رویہ بیان کرتا ہے: وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا۔⁶ یہاں مصنف کا استنباط فضائل کے اثبات سے آگے بڑھ کر بعد کی امت کے اخلاقی و دینی رویے تک پہنچتا ہے۔ یعنی سابق اہل ایمان کے لیے دعا اور دل کو غل سے پاک رکھنے کو صحابہ کے بارے میں ایک مطلوب قرآنی طرز تعامل سے مربوط کیا جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن تمام صحابہ کو فضیلت میں ایک ہی درجے میں نہیں رکھتا: لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً... وَكَأَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ⁷

یہ آیت رستی رحمہ اللہ کے منہج میں ایک اہم توازن پیدا کرتی ہے: ایک طرف عمومی فضیلت، دوسری طرف باہمی تفاضل۔ یوں وہ "تمام صحابہ کی عمومی فضیلت" اور "صحابہ کے مراتب میں تفاوت" کو متضاد تصورات کے بجائے ایک دوسرے کی تکمیل کرنے والے اصول کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ سورۃ الفتح کی آیت (مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ...) ⁸ بھی مصنف کے لیے اہم ہے، کیونکہ یہاں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے بعض اجتماعی اوصاف براہ راست بیان ہوئے ہیں۔ اس کے برعکس (وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا) ⁹ اور (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) ¹⁰ جیسی آیات پوری امت سے متعلق عمومی نصوص ہیں۔ علمی احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں صحابہ کے حق میں خصوصی اور براہ راست نص کے بجائے ایسی عمومی نصوص کہا جائے جن کے اولین مخاطبین اور اولین عملی مصادیق میں صحابہ کرام بھی شامل ہیں۔ اس فرق کو قائم

4- النوبة: 9: 100

5- الفتح: 48: 18

6- الحشر: 59: 10

7- الحديد: 57: 10

8- الفتح: 48: 29

9- البقرة: 2: 143

10- آل عمران: 3: 110

کرنا قرآنی استدلال کو زیادہ مضبوط اور منضبط بنانا ہے۔ چنانچہ رستی رحمہ اللہ کے قرآنی استدلال میں صریح نص، عمومی دلالت، سیاق، متعدد آیات کی باہمی تفسیر، عمومی فضیلت اور باہمی تقاضا کے عناصر بیک وقت کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

احادیث نبویہ سے استدلال کا منہج Methodology of Istidlāl from Prophetic Hadith

شیخ عبدالسلام رستی رحمہ اللہ کے ہاں قرآن کے بعد احادیث نبویہ دوسرا بنیادی مصدر ہیں۔ دستیاب مواد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خصوصاً صحیح بخاری اور صحیح مسلم جیسی بنیادی حدیثی کتب کی صریح روایات کو اہمیت دیتے ہیں اور پھر دیگر حدیثی مصادر کی روایات سے تائید حاصل کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث: "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ"¹¹

صحابہ کرام کی اجتماعی فضیلت کے لیے اہم حدیثی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ یہ روایت صحیح بخاری، حدیث 2652 اور صحیح مسلم، حدیث 2533 میں مروی ہے۔ اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت: "لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي..."¹² صحابہ کرام کے سب و تنقیص سے ممانعت اور ان کے اعمال کی مخصوص تاریخی و ایمانی قدر کے اثبات میں استعمال ہوتی ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری، حدیث 3673، اور صحیح مسلم، حدیث 2541 میں مروی ہے۔

یہاں مصنف کا منہج صرف حدیث نقل کرنے تک محدود نہیں رہتا، بلکہ حدیث کے اندر موجود تقابلی—یعنی بعد والوں کے بڑے مالی عمل اور صحابہ کے نہ بتاگم ظاہری عمل کے درمیان فرق—سے صحبت نبوی، سبقت، نصرت دین اور مخصوص تاریخی سیاق کی معنوی اہمیت اخذ کی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی روایت "اللَّهُ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي..."¹³ بھی صحابہ کی تعظیم کے باب میں نقل کی جاتی ہے۔ یہ جامع ترمذی، حدیث 3862 میں موجود ہے۔ امام ترمذی نے اسے حسن غریب کہا، جبکہ بعض معاصرین اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے، اس لیے تحقیقی لحاظ سے اسے صحیحین کی صریح روایات کے مؤید اور شاہد کے طور پر پیش کرنا زیادہ محتاط ہے، نہ کہ اصل استدلال کا واحد مدار۔

مشاجرات صحابہ کے حوالے سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے متعلق نبی ﷺ کا ارشاد: "إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصَلِّحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ" خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ صحیح بخاری، حدیث 2704 میں دونوں گروہوں کو "مِنَ الْمُسْلِمِينَ" کہا گیا ہے۔ رستی رحمہ اللہ کے موضوع میں یہ روایت ایک بنیادی اصول فراہم کرتی ہے کہ سیاسی و اجتہادی نزاع کو فی نفسہ ہر دائرۃ اسلام سے اخراج کے مترادف قرار نہ دیا جائے۔ اس بنا پر احادیث سے ان کا منہج تین سطحوں پر سامنے آتا ہے: فضیلت کا اثبات، شرعی و اخلاقی حکم کی تعیین، اور تاریخی واقعات کی تعبیر کے لیے حدیث کو معیار بنانا۔

11- محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، كتاب الشهادات، حديث 2652، مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، حديث 2533۔

12- البخاري، صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، حديث 3673، مسلم، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، حديث 2541۔

13- محمد بن عيسى الترمذي، الجامع، كتاب المناقب، حديث 3862۔

آثار صحابہ و تابعین سے استدلال Istdlāl from the Sahabah and Tabi'in

شیخ عبدالسلام رستمی رحمہ اللہ کی کتاب کا موضوع ہی صحابہ کرام سے متعلق ہونے کی وجہ سے آثار صحابہ، ان کے فتاویٰ، تفسیری آراء اور عملی طرز عمل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تاہم یہاں ایک علمی امتیاز قائم کرنا ضروری ہے: اثر صحابی کی نقل، اس سے تفسیر میں استفادہ، اور قول صحابی کو مستقل شرعی حجت قرار دینا تین مختلف امور ہیں۔

زیر مطالعہ مواد سے یہ واضح ہے کہ مصنف خلفائے راشدین اور دیگر معروف صحابہ کے اقوال، فتاویٰ اور تفسیری آراء ذکر کرتے ہیں اور ان کے ذریعے قرآن و سنت سے حاصل شدہ موقف کو توضیح یا تقویت فراہم کرتے ہیں۔ اس طرز استعمال میں آثار کا بنیادی کردار تفسیر، تطبیق، عملی مثال اور فہم سلف کی نمائندگی معلوم ہوتا ہے۔ صحابہ قرآن کے اولین مخاطبین، نزول وحی کے عینی شاہدین اور سنت نبوی کے اولین ناقلین تھے۔ اسی لیے ان کے تفسیری اور عملی آثار کا استعمال مصنف کے استدلال میں زمانی قرب اور فہم نص کے تاریخی سیاق کو سامنے لاتا ہے۔

البتہ موجود مواد کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں ہوگا کہ رستمی رحمہ اللہ ہر قول صحابی کو ہر صورت میں مستقل اور قطعی حجت قرار دیتے ہیں۔ اس دعوے کے لیے کتاب کے اصولی مقامات کا الگ استقراء ضروری ہوگا۔ موجود نمونوں سے زیادہ محفوظ نتیجہ یہ ہے کہ وہ آثار صحابہ کو قرآن و حدیث کے فہم، تائید موقف اور علمی روایت کے تسلسل کے لیے اہم معاون مصدر سمجھتے ہیں۔ تابعین کے اقوال کی حیثیت اس سے ایک درجہ مختلف نظر آتی ہے۔ وہ بنیادی نصوص کے قائم مقام نہیں بلکہ صحابہ سے منتقل ہونے والے فہم کی توضیح، تفسیری روایت اور علمی تسلسل کے قرینے کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ اس طرح رستمی رحمہ اللہ کے ہاں آثار کی اہمیت موجود ہے، لیکن ان کی حیثیت قرآن و حدیث کے مساوی نہیں بلکہ درجہ بند source hierarchy کے اندر ہے۔

اقوال ائمہ، سلف اور متاخرین سے استفادہ Scholarly Opinions as a Source of Reasoning

شیخ عبدالسلام رستمی رحمہ اللہ کے استدلال کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنا موقف محض ذاتی فہم کے طور پر پیش نہیں کرتے، بلکہ اسے سابق علمی روایت کے ساتھ مربوط کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے محدثین، مفسرین، اصولیین اور دیگر اہل علم کے اقوال سے استفادہ کرتے ہیں۔ مثلاً "صحابی" کی اصطلاحی تعریف میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی معروف تعریف: "أن الصحابي من لقي النبي ﷺ مؤمناً به، ومات على الإسلام" ¹⁴ محدثین کے منہج کی جامع ترجمانی کرتی ہے۔ ابن حجر نے اس میں طویل صحبت یا کثرت روایت کو لازمی شرط نہیں بنایا، اصل معیار ملاقات، حالت ایمان اور اسلام پر وفات ہے۔ الإصابة میں یہی تعریف اس بحث کی بنیادی کلاسیکی مرجع ہے۔

14- أحمد بن علي ابن حجر العسقلاني، الإصابة في تمييز الصحابة، تحقيق عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، ط1 (بيروت:

دار الكتب العلمية، 1415هـ/1995م)، 1:158-

عدالت صحابہ کے باب میں ابن عبد البر کا قول کہ اہل سنت کے نزدیک صحابہ کے عمومی احوال کی عدالت الگ الگ ثابت کرنے کی حاجت نہیں¹⁵، اسی علمی روایت کا حصہ ہے۔ ان کا اصل بیان الاستیعاب کے مقدمے میں موجود ہے۔

اسی طرح ابن الصلاح نے علوم حدیث میں صحابہ کے باب میں لکھا کہ معتبر اہل علم کے نزدیک ان کی عمومی عدالت تسلیم کی گئی ہے¹⁶۔ یہاں علمی دقت کے لیے "اہل سنت کی حدیثی روایت میں اجماعی یا غالب اصول" کی تعبیر استعمال کرنا زیادہ مناسب ہے، کیونکہ اسے تمام مسلم مکاتب فکر کے غیر مشروط اجماع کے طور پر پیش کرنا تاریخی و کلامی اعتبار سے غیر محتاط ہوگا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے صحابہ کی روایت میں دانستہ کذب کے عدم ثبوت کو حدیثی نقد کے تجربے سے مربوط کیا ہے اور عدالت کو عصمت کے مترادف قرار نہیں دیا۔ یہ فرق رستی رحمہ اللہ کے موضوع کے لیے بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے: عدالت روایت ≠ عصمت از خطا۔ ابن تیمیہ کے ہاں صحابہ سے بشری لغزش کا امکان تسلیم کرتے ہوئے ان کی حدیثی امانت پر اعتقاد قائم رکھا جاتا ہے۔¹⁷

امام ابو زرعہ رازی کا معروف قول بھی رستی رحمہ اللہ کے دفاعی منہج سے مناسبت رکھتا ہے کہ قرآن و سنت امت تک صحابہ ہی کے ذریعے منتقل ہوئے، اس لیے ناقلین کو کلی طور پر مجروح کرنا بالآخر منقول دینی ذخیرے کی حجیت کو متاثر کرتا ہے۔ یہ قول خطیب بغدادی کی الکفایۃ فی علم الروایۃ میں منقول ہے۔¹⁸

ان اقوال کے استعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ رستی رحمہ اللہ کلاسیکی authorities کو تین بنیادی مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں: اصطلاحی تعریف، اصولی تائید، اور اپنے استدلال کی تاریخی و علمی تائید۔ یوں قول امام ان کے ہاں قرآن و سنت کا متبادل نہیں بلکہ ان کی تفہیم اور تطبیق کا علمی واسطہ ہے۔

جمع، تطبیق اور ترجیح کا منہج Methodology of Reconciliation, Harmonization, and Preference

شیخ عبد السلام رستی رحمہ اللہ کے منہج استدلال کی صحیح تفہیم کے لیے یہ دیکھنا اہم ہے کہ وہ بظاہر مختلف نوعیت کی نصوص کو ایک دوسرے کے ساتھ کیسے مربوط کرتے ہیں۔

15 - یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، تحقیق علی محمد البجاوی، ط1 (بیروت: دار الحیاء)، 1412ھ/1992م، 1:19۔

16 - عثمان بن عبد الرحمن ابن الصلاح، معرفة أنواع علوم الحديث، تحقیق نور الدین عتر (بیروت: دار الفکر المعاصر، دمشق: دار الفکر)، 1406ھ/1986م، 294-295۔

17 - أحمد بن عبد الحليم ابن تیمیہ، منهاج السنة النبویة، 2:456-458۔

18 - أحمد بن علي الخطيب البغدادي، الكفاية في علم الرواية (حيدر آباد: جمعية دائرة المعارف العثمانية)، 48-49۔

اس کی پہلی مثال عموم فضیلت اور تفاوت مراتب ہے۔ ایک طرف قرآن مہاجرین، انصار اور اہل بیعت رضوان کی مدح کرتا ہے، جبکہ دوسری طرف سورۃ الحدید 10: 57 فتح سے پہلے اور بعد میں انفاق و جہاد کرنے والوں کے درجات میں فرق بیان کرتی ہے۔ رستی رحمہ اللہ کے استدلال میں دونوں قسم کی نصوص کو جمع کرنے سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ شرف صحابیت میں اشتراک باہمی درجات کے تفاوت کو ختم نہیں کرتا۔

دوسرا اہم مقام عدالت اور عصمت کا فرق ہے۔ عدالت صحابہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر صحابی ہر اجتہاد اور ہر بشری معاملے میں خطا سے معصوم تھا۔ یہ امتیاز اس لیے ضروری ہے کہ تاریخی واقعات کو یا تو مطلق تقدیس یا مطلق تنقیص کی دو انتہاؤں میں تقسیم نہ کیا جائے۔

تیسری مثال مشاجرات صحابہ کی ہے۔ قرآن فرماتا ہے: (وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا) ¹⁹ آیت باہمی قتال کی موجودگی کے باوجود دونوں گروہوں کے لیے لفظ مؤمنین استعمال کرتی ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری کی حدیث حسن ²⁰ رضی اللہ عنہ میں دونوں فریقوں کو مسلمانوں کے دو بڑے گروہ کہا گیا ہے۔ ابن کثیر نے اختصار علوم الحدیث میں اسی زاویے سے جنگ جمل و صفین کو اجتہادی تناظر میں پڑھتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کو حق سے زیادہ قریب قرار دیا، جبکہ دوسرے فریق کے اسلام اور اصل اجتہادی حیثیت کو باقی رکھا۔ ²¹

یہاں ترجیح کا منہج دو طرفہ ہے: ایک جانب نص کی بنیاد پر صحیح تر موقف کی تعیین، اور دوسری جانب مخالف اجتہادی فریق کے ایمان یا اصل دینی حیثیت کے بارے میں غیر ضروری غلو سے اجتناب۔ حدیثی دلائل میں بھی یہی اصول مفید ہے: صحیحین کی مضبوط روایات کو اصل بنیاد بنایا جائے اور ایسی تائیدی روایات جن کی اسناد پر اختلاف ہے انہیں شواہد و مؤیدات کے درجے میں رکھا جائے۔ اس سے رستی رحمہ اللہ کے منہج کی علمی تشکیل زیادہ مضبوط اور حدیثی نقد کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔

منہج استنباط کی نمایاں خصوصیات Salient Features of the Methodology of Deduction

شیخ عبدالسلام رستی رحمہ اللہ کے زیر مطالعہ منہج کو مجموعی طور پر چار باہم مربوط جہات میں سمجھا جاسکتا ہے۔

توصیفی جہت میں وہ صحابہ کرام کے فضائل، طبقات، مناقب، حقوق اور متعلقہ تاریخی و علمی مواد کو منظم انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اس مرحلے پر ان کا مقصد بنیادی علمی تصور کی تشکیل ہے۔ استقرائی جہت میں وہ ایک ہی موضوع سے متعلق متعدد قرآنی آیات، احادیث، آثار، فتاویٰ اور اقوال اہل علم کو مختلف ابواب سے جمع کرتے ہیں۔ اس طرح کسی جزوی نص کو تنہا بنیاد بنانے کے بجائے مجموعہ نصوص سے ایک کلی تصور اخذ کیا جاتا ہے۔ تحلیلی جہت میں نقل شدہ مواد سے نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔ مثلاً فضائل کی نصوص سے مقام صحابہ، ممانعت سب سے ان کی حرمت، اور مشاجرات سے

19 الحجرات 49: 9

20 البخاری، صحیح البخاری، کتاب الصلح، حدیث 2704

21 إسماعیل بن عمر ابن کنیر، اختصار علوم الحدیث، تحقیق أحمد محمد شاکر (بیروت: دار الکتب العلمیة)، 182۔

متعلق آیات و احادیث سے اجتہادی نزاع کی تعبیر اخذ کی جاتی ہے۔ نقدی و دفاعی جہت میں صحابہ کے متعلق شبہات یا مخالفانہ تعبیرات کو سامنے رکھ کر قرآن، حدیث اور کلاسیکی علمی روایت کی روشنی میں ان کا جواب دیا جاتا ہے۔

ان چار جہات کے علاوہ چند اضافی خصوصیات بھی نمایاں ہوتی ہیں: ترتیبِ مصادر، تراکمِ ادلہ، فہمِ سلف سے استفادہ، عمومی و خصوصی نصوص میں ربط، نصوص کو تاریخی واقعات پر منطبق کرنا، اور متقدم و متأخر اہل علم کے اقوال سے تائید حاصل کرنا۔ اس بنا پر رستی رحمہ اللہ کا منہج محض فقہی، صرف حدیثی یا خالص تاریخی نہیں کہا جاسکتا۔ زیادہ موزوں تعبیر یہ ہے کہ یہ ایک نصوصی، اثری، تفسیری اور دفاعی۔ تحلیلی مرکب منہج ہے، جس میں حدیثی اور اعتقادی عناصر بالخصوص نمایاں ہیں۔

بحث و تجزیہ Discussion and Analysis

زیر مطالعہ مواد سے واضح ہوتا ہے کہ رستی رحمہ اللہ کا علمی منہج بنیادی طور پر مصادر پر مبنی استدلال پر قائم ہے۔ وہ اپنے موقف کو قرآن کریم، احادیثِ نبویہ، آثارِ صحابہ و تابعین اور اقوالِ اہل علم سے مربوط کرتے ہیں۔ ان کے ہاں قرآن بنیادی اصول فراہم کرتا ہے، حدیث اس کی توضیح و تطبیق کرتی ہے، جبکہ آثارِ سلف اور اہل علم کے اقوال موقف کو علمی تائید فراہم کرتے ہیں۔ ان کے استدلال کی دوسری نمایاں خصوصیت متعدد دلائل کو جمع کر کے نتیجہ اخذ کرنا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام کی فضیلت کے اثبات میں کسی ایک آیت یا حدیث پر اکتفا کرنے کے بجائے رضائے الہی، سبقتِ ایمان، نصرتِ دین، بیعت، خیر القرون اور ممانعتِ سب سے متعلق مختلف نصوص کو باہم مربوط کیا جاتا ہے۔ اس طرح ان کا استدلال ایک جامع اور مربوط علمی ساخت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح کتاب میں دفاعی اور نقدی منہج بھی نمایاں ہے، کیونکہ مصنف صحابہ کرام کے مقام کا اثبات کرنے کے ساتھ ان سے متعلق اعتراضات اور شبہات کا بھی جواب دیتے ہیں۔ تاہم تحقیقی مطالعے میں ہر دلیل کی صحت، دلالت اور سیاق کا مستقل جائزہ ضروری ہے۔ رستی رحمہ اللہ کی دوسری تصانیف پر ہونے والی تحقیقات سے بھی تفسیر بالماثور، متعدد مصادر سے استفادہ اور رائج موقف کی تلاش جیسی خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ مجموعی طور پر ان کا منہج نقلی و اثری ہونے کے ساتھ تحلیلی اور دفاعی بھی ہے۔ وہ محض روایات جمع نہیں کرتے بلکہ ان کے باہمی ربط سے علمی نتائج اخذ کرتے ہیں، اور یہی پہلو غیث السحابہ کو محض فضائل و مناقب کے مجموعے سے بڑھ کر ایک منظم استدلالی تصنیف بناتا ہے۔

خلاصہ و نتیجہ Conclusion

- شیخ عبدالسلام الرستی رحمہ اللہ کا علمی منہج بنیادی طور پر قرآن کریم، سنتِ نبویہ اور آثارِ سلف پر قائم ہے۔
- ان کا طرزِ استدلال محض نصوص و اقوال کی نقل تک محدود نہیں، بلکہ وہ مختلف دلائل کے درمیان باہمی ربط قائم کر کے ایک موقف کو متعدد مصادر سے مضبوط کرتے ہیں۔
- قرآن کریم ان کے استدلال کی بنیادی اساس ہے، احادیثِ نبویہ اس کی توضیح اور عملی تطبیق فراہم کرتی ہیں، جبکہ آثارِ صحابہ و تابعین فہمِ سلف اور تاریخی تطبیق کا ذریعہ بنتے ہیں۔
- رستی رحمہ اللہ صحابہ کرام کی عمومی فضیلت کے ساتھ ان کے باہمی مراتب اور درجات کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔
- مشاجراتِ صحابہ سے متعلق نصوص کو جمع کر کے مصنف اختلاف کے باوجود اسلامی نسبت اور اجتہادی تناظر کو برقرار رکھتے ہیں۔

- مجموعی طور پر غیث السحابہ رستی رحمہ اللہ کے خصوصی، اثری، تحلیلی اور دفاعی منہج استدلال کی ایک نمایاں عملی مثال ہے۔

سفارشات Recommendations

- مستقبل میں غیث السحابہ کا جامع مصادر و مراجع کا تحقیقی نقشہ (Source Mapping) تیار کیا جائے، جس میں تمام قرآنی آیات، احادیث، آثار اور اقوال اہل علم کے اصل مصادر اور صفحات کی تعیین کی جائے۔
- کتاب میں مذکور احادیث کا مستقل تخریج و حدیثی مطالعہ کیا جائے، تاکہ صحیح، حسن اور ضعیف روایات کے استعمال اور ان کی استدلالی حیثیت واضح ہو سکے۔
- رستی رحمہ اللہ کے منہج کا ان کی دیگر تصانیف، خصوصاً احسن الکلام اور التبیان فی تفسیر أم القرآن کے ساتھ تقابلی مطالعہ کیا جائے، تاکہ ان کے عمومی علمی منہج، ترتیب مصادر اور اصول ترجیح کی تعیین ہو سکے۔
- قول صحابی، آثار تابعین، اجماع، عمومی و خصوصی دلالت اور تاریخی روایات کے استعمال کو مستقل تجزیاتی موضوعات بنا کر غیث السحابہ کا جامع استقراء کیا جائے، تاکہ رستی رحمہ اللہ کے منہج استدلال و استنباط کو زیادہ منظم اور علمی انداز میں واضح کیا جاسکے۔